پہلی رپورٹ ہمیں ملی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

اسلام نے حضرت عیسیٰ کے واحد منجی ہونے کے عیسائی عقیدے کی سختی کے ساتھ مزاحمت کی ہے، سوائے انڈونیشیا کے، باقی تمام دنیا سے اسلام میں عیسائیت قبول کرنے والوں کی تعداد بہت کم رہی ہے۔ عیسائی ادارے تبلیغ اعتراف کرتے ہیں کہ جو وقت اور سرمایہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لیے خرچ کیا جاتا ہے اس کے مؤثر نتائج نہیں نکلتے۔

تاہم انھوں نے بنگلہ دیش میں کسی قدر نئی تکنیک سے کام لے کر مصیبت زدہ بہاری اور مقامی مسلمانوں کے پیٹ کے راستے اُن کے دلوں میں نقب لگائی ہے۔

رپورٹ میں مثالاً بتایا گیا ہے کہ کس طرح ایک مسلمان نوجوان کو تو عیسائی بنایا گیا۔

حلیم علی ایک انیس سالہ نوجوان ہے۔ وہ اپنی دہقانی زندگی سے اُکتا چکا ہے اُس کا گھر بانس کی ایک چھوٹی سی جھونپڑی ہے جس میں اس کے والدین، پانچ بہن بھائی اور دادا دادی اور ایک چچا اور دو بیوہ خالائیں رہتی ہیں۔ وہ اپنے آبائی قطعۂ زمین پر مریل جانوروں کے ذریعے تمام دن ہل جوتتا ہے۔

ایک شام کو ایک دراز قد سفید فام آدمی اس کے گھر آیا اور عیسائیت کے کچھ رسائل دیے۔ پھر مقامی سکول ماسٹر کو بلوایا جس نے وہ رسائل پڑھ کر حلیم کو سنائے۔ ایک دن حلیم مزید حالات کو جاننے کے لیے عیسائیت کے تبلیغی مرکز میں پہنچتا ہے جو پانچ میل دُور ہے۔ وہاں اس کی آنکھیں ایک شفاخانے، صنعتی تربیت گاہ، تجرباتی کھیت، ابتدائی تعلیم کے دو اسکولوں اور عیسائی مبلغین کے دو خوبصورت مکانوں کو دیکھتی ہیں۔ اس نئی دنیا کو دیکھ کر وہ ششدر رہ جاتا ہے۔ آخر وہ عیسائیت قبول کرنے کی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔ اس کے لیے مرکز میں قیام و طعام کا بندوبست کیا جاتا ہے اور عیسائیت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہ عیسائی ہو جاتا ہے اور واپس کنبے میں جا کر بڑے فخر سے تبدیلِ مذہب کا اعلان کرتا ہے۔ مقامی معاشرے میں کچھ خراب ردِّ عمل ہوتا ہے۔ اس پر حلیم پھر عیسائی مرکز میں جا کر مخالفانہ حالات کا رونا روتا ہے۔ وہاں سے سہارا ملتا

ہے۔ اور اس کے بپتسمہ کے بعد چھ ماہ کے عرصے میں اس کی شادی ایک عیسائی لڑکی سے کر دی جاتی ہے۔ پھر وہ مشن کا کورس مکمل کرتا ہے۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اس نئی تبلیغی مہم میں کچھ روایاتی طور طریقوں کو بدل دیا گیا ہے۔ سابق طریقوں سے کام کرنے کا نتیجہ یہ تھا کہ ۱۹۷۳ء کے بعد کے چار سالوں میں صرف ۵۰ افراد کو عیسائی بنایا جا سکا۔ اب رفتار یہ ہے کہ گذشتہ ۲ سال میں ۳۷ آدمی عیسائیت میں داخل ہوئے ہیں۔ موجودہ پالیسی میں پال کی تعلیم (کرنتھیوں ۱ ۲۳،۱۶ — ۹ ۱) کے مطابق یہ اصول تسلیم کیا گیا ہے کہ مسیح کے پیغام کو کامیاب کرنے کے لیے ایک عظیم دانشور، کسی غلام، کسی یہودی حتیٰ کہ کسی کافر تک کا پارٹ ادا کر سکتا ہے۔ دوسرا اہم اصول یہ ہے کہ مسلمانوں میں کام کرنے کے لیے انہی کے طور طریقوں اور اصطلاحات کا استعمال کیا جائے۔ چند اہم ہدایات ملاحظہ ہوں:-

۱- ایسا رویہ اختیار کیا جائے جس سے نسلی امتیاز یا مغرب کی بالادستی کا اظہار نہ ہو۔

۲- مقامی مسلمانوں کے لباس کو اپنایا جائے۔ بنگلہ دیش میں مردوں کے لیے دھوتی عورتوں کے لیے ساڑھی۔ نیز جس طرح وہاں کی عورتیں دوسری جگہ جاتے ہوئے پردہ کرتی ہیں۔ اس کا لحاظ رکھا جائے۔

۳- مبلغین جو مکان کرائے پر لیں وہ صاف تو ہوں مگر بالکل سادہ اور مختصر ہوں۔

۴- مسلمانوں سے یہ مطالبہ نہ کیا جائے کہ وہ عبادت کے ان طور طریقوں کو چھوڑ دیں جن کے وہ عادی ہیں۔ نماز، روزہ سب کچھ رہے صرف ان کا مفہوم بدل دیا جائے۔

۵- عیسائیوں اور ہندوؤں سے منسوب ذخیرۂ الفاظ کو چھوڑ کر مسلمانوں کے ذوق کے مطابق زبان استعمال کی جائے۔

۶- عبادت گاہوں کے باہر طہارت کا انتظام کیا جائے، اندر جاتے ہوئے جوتے اتار دیے جائیں۔ بائیبل کو پڑھنے کے لیے ایسے ہی رحل استعمال کیے جائیں جیسے قرآن کے لیے کیے جاتے ہیں (مقصد یہ کہ تبدیلیٔ مذہب کو وہ شدت سے محسوس نہ

کر سکیں۔

۷۔ عبادت کے وقت آنکھیں بند رکھنے کا طریقہ چھوڑ کر مسلمانوں کی طرح ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگی جائے۔

۸۔ خدا کی حمد کا وِرد پُر جوش انداز سے کیا جائے۔

۹۔ عبادت کرنے والے مسلمانوں کی طرح آپس میں گلے ملیں۔

۱۰۔ خیال رکھا جائے کہ مسلمان جمعہ کے روز کو مبارک دن شمار کرتے ہیں۔

۱۱۔ مسلمانوں کی طرح روزے رکھے جائیں، مگر وضاحت کر دی جائے کہ تیس روزے خدا کی طرف سے مقرر نہیں ہیں۔

۱۲۔ لفظ کرسچیئن کو چھوڑ کر عیسائیت قبول کرنے والوں کو عیسیٰؑ کا پیروکار کہا جائے۔

۱۳۔ گرجوں کو چلانے کی ذمہ داری نو عیسائیوں پہ ڈالی جائے، شروع میں غیر ملکی سرمایہ استعمال نہ کیا جائے۔

ہمارے سامنے ابھی متذکرہ رپورٹ ہی توجہ طلب تھی کہ ایک اور وسیع تر رپورٹ روزنامہ جسارت میں شائع ہو کر آگئی۔ اس کے بعد کے دو سالوں کا کام بھی سامنے آگیا ہے۔

عیسائی مشنریوں کو بہت بڑا شکار ان غم زدہ مہاجر مسلمانوں کی شکل میں ملا جو برما سے نکالے گئے تھے۔ بنگلہ دیش جانے والے افراد دو لاکھ تھے۔ ان مصیبت زدہ مسلمانوں کو دنیائے اسلام سے کوئی مدد نہ مل سکی۔ عیسائی اداروں نے ایک ہفتے کے اندر ان میں پندرہ ہزار کمبل، کپڑے، خوراک اور دوائیں تقسیم کیں۔ اس سے پہلے ۷۴ء کے قحط میں انہوں نے ایک ارب ڈالر خرچ کیے تھے۔ ۷۱ء کے بحران اور ۷۴ء کے قحط نے ان کے لیے میدان ہموار کر دیا۔ اور اب برما کے مہاجرین ان کا تبلیغی نشانہ بنے۔ ان مہاجرین میں سے خاصی تعداد عیسائیت قبول کر کے واپس برما چلی گئی۔ اس وقت بنگلہ دیش میں ۲۰ عیسائی مشنری ادارے کام کر رہے ہیں۔ رومن کیتھولک کے ۵۸ کلیسائی حلقے قائم ہیں۔ اور ۱۵۷ پادری تبلیغ کر رہے ہیں۔ ۲۹۵ کیتھولک پرائمری اسکول،